(۴۷)

عذاب سے قبل اصلاح انسان کو تباہی سے بچا لیتی ہے

(فرمودہ ۱۳۔ نومبر ۱۹۱۴ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیت کی تلاوت کی:۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ [۱]۔

فرمایا:۔

دنیا میں قسم قسم کے انسان ہوتے ہیں۔ بعض انسان ایک دفعہ حکم سن کر پوری طرح اس کی فرمانبرداری اور اطاعت کرتے ہیں۔ بعض کے دلوں میں بار بار دہرانے سے نیکی اور بھلائی کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ کچھ اور لوگ ہوتے ہیں جو بار بار کہنے سے بھی توجہ نہیں کرتے لیکن اگر ان کو سختی سے کہا جائے تو وہ مان لیتے ہیں۔ کچھ ان سے بھی سخت طبائع ہوتی ہیں وہ سختی سے کہنے سے بھی نہیں مانتیں۔ بلکہ سخت ڈر اور خوف ان کو بتایا جائے تو سمجھ جاتی ہیں۔ اور پھر کچھ طبائع ایسی بھی ہوتی ہیں کہ دوسروں کو سزا بھگتتے دیکھ کر سچائی کو قبول کر لیتی ہیں۔ مگر کچھ لوگوں کے دل ایسے سخت ہوتے ہیں کہ جب تک خود ان پر مصیبت نہ ٹوٹ پڑے، ان کے دل نرم نہیں ہوتے۔ ان میں سے وہ جماعت جو بِلا کسی جھڑکی، سرزنش، دھمکی، ڈراوے، سزا کا نظارہ دیکھے اور اپنے اوپر مصیبت آنے کے، ہدایت کو قبول کر لیتی ہے وہ نہایت اعلیٰ درجہ رکھتی ہے۔ اور پھر اس سے اُتر کر جس طرح کوئی جماعت ہدایت کو قبول کرتی ہے اسی کے مطابق اس کا درجہ ہوتا ہے مومن انسان کو یہ سوچنا چاہیئے کہ میں کس جماعت میں شامل ہوں۔

اس میں تو کچھ شک نہیں کہ جو شخص بلا کسی قسم کی سرزنش کے بات مان لیتا ہے وہ ان کی نسبت جو مار کھا کر مانتا ہے با عزت ہوتا ہے اور جو دھمکی سے یا مار کی وجہ سے مانتا ہے وہ گرے ہوئے اخلاق کا انسان ہوتا ہے۔ اس لئے مومن کو با عزت جماعت میں ہی شامل ہونا چاہئیے۔ وہ انسان جو قید خانہ میں جا کر کہے کہ اب میں بات مان لیتا ہوں وہ بہت ذلیل ہو جاتا ہے۔ اور لوگوں کی نظروں میں اس کی کچھ عزت نہیں ہوتی لیکن خدا تعالیٰ فوراً کسی پر اپنا عذاب نازل نہیں فرماتا بلکہ ڈھیل دیتا ہے۔ اور بار بار ڈھیل دینے کے باوجود جب کوئی انسان نیکی اختیار نہیں کرتا تو خدا تعالیٰ سزا کا طریق استعمال کرتا ہے۔ پہلے صرف نصیحت اور ذکر ہی فرماتا ہے مگر جب لوگ نہیں مانتے تو عذاب نازل کرتا ہے۔ پھر اس عذاب کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس کا مقابلہ کرنا کوئی آسان کام نہیں بلکہ مشکل بھی نہیں۔ کیونکہ مشکل کو بھی انسان حل کر ہی لیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے عذاب کا مقابلہ تو ممکن ہی نہیں کہ کوئی کر سکے۔ خدا کی طرف سے ایک ذرہ تکلیف کو بھی انسان برداشت نہیں کر سکتا۔ اور پھر ہزاروں خدا کے عذاب کی راہیں ہیں۔ بیماریاں ملکوں کے ملک ویران کر دیتی ہیں۔ قحط سے لوگوں کے بُرے حال ہوتے ہیں۔ وہی اولاد جس کیلئے وہ ہر ایک تکلیف برداشت کرنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں، بچہ بیمار ہوتا ہے تو ماں راتوں کو جاگتی ہے لیکن قحط کے دنوں میں خدا کا ایسا سخت عذاب نازل ہوتا ہے کہ لوگ اپنے بچوں کو بھی کھا جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ کسی شخص نے بیان کیا کہ ایک دفعہ قحط کے دنوں میں ہم کشمیر جا رہے تھے راستے میں ایک جگہ ہم نے دیکھا کہ آگ جلا کر کسی نے بچہ بھون کر کھایا ہے اور اس کی ایک ران پھر کھانے کے لئے رکھی ہوئی ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی گرفت اور عذاب کے وقت لوگ سب کچھ بھول جاتے ہیں کیونکہ اللہ کے عذاب کوئی معمولی عذاب تو ہوتے نہیں ان کا مقابلہ انسانوں کی تکلیفوں اور عذابوں سے کرنا سخت نادانی اور بیوقوفی ہے۔ خدا تعالیٰ کے عذاب کے وقت کوئی پیاری سے پیاری چیز کسی کو پیاری نہیں رہتی۔ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۔ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۔ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۔ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۔[۲]

بھائی بھائیوں کو، ماں باپ بیٹوں کو، بیٹے ماں باپ کو، بی بی خاوند کو، خاوند بیوی کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ ہر ایک انسان اپنی اپنی حالت میں مبتلاء ہوتا ہے۔ اور کوئی کسی کی مدد کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا۔ یوں جو لوگ جان قربان کرنے کیلئے تیار ہوتے ہیں اس موقع پر ذرا بھی

کام نہیں آتے۔تو اللہ تعالیٰ کا عذاب بالکل اور چیز ہے اور انسانی عذاب اور چیز۔ پھر بہت بڑا احمق ہے وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے نازل ہونے کی ترتیب نہیں دیکھتا اور اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ عذاب نازل کرتا ہے جس طرح وہ رب ہونے کی وجہ سے آہستہ آہستہ ربوبیت کرتا ہے اسی طرح عذاب بھی نازل کرتا ہے۔لیکن جب عذاب نازل ہوجاتا ہے تو پھر وہ ایسی خطرناک صورت اختیار کر لیتا ہے کہ اس سے بچنے کی کوئی صورت ہی نہیں ہوتی۔تم خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لئے قرآن شریف نے دو طریق بیان فرمائے ہیں۔ جو آیت میں نے پڑھی ہے اسی میں یہ دو طریق درج ہیں۔اول یہ کہ جس قوم میں نبی موجود ہو اس پر عذاب نازل نہیں ہوتا۔ یہ تو نبی کا جسمانی طور پر فائدہ ہے جو لوگوں کو ہوتا ہے تو ایک نبی کا زمانہ ہو تو بھی خدا اس کی وجہ سے اس کی جماعت کو بچائے رکھتا ہے اور جماعت کیا نبی سے جسمانی تعلق رکھنے والے کفار کو بھی بچاتا ہے۔دوسرا انسان گناہ کر کے خدا تعالیٰ سے بخشش مانگے تو بھی عذاب سے بچ جاتا ہے۔حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے جب انسان توبہ کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے اور فرشتوں کو فرماتا ہے کہ میرے بندے کی حاجت پوری کر دو کیونکہ اس کو یقین ہے کہ میں گناہ معاف کرتا ہوں۔اسی لئے میرے پاس آیا ہے۔اب میں ضرور اس کے گناہ معاف کر دوں گا۔تو دوسرا طریق یہ ہے کہ اگر انسان استغفار کریں اپنے گناہوں کے متعلق معافی کے طلب گار ہوں اپنے اندر عذاب سے بچنے کے لئے صلاحیت پیدا کر لیں تو ایسی حالت میں بھی خدا تعالیٰ ان پر رحم کر دیتا ہے۔پہلی صورت تو کسی کسی زمانہ میں ہی میسر ہوتی ہے۔لیکن جب یہ زمانہ ہو تو لوگوں کو دوسرا طریق ہی اختیار کرنا چاہیئے۔یعنی اپنے گناہوں کی معافی چاہنے کیلئے خدا کے حضور گرنا چاہیئے۔آج کل کا زمانہ بھی بڑا نازک ہے۔ایک طرف دینی دنیاوی اور روحانی ابتلاء ہیں تو دوسری طرف عزتیں جانیں اور مال ابتلاء میں ہیں۔دین کا یہ حال ہے کہ روز بروز کمزور ہی ہوتا چلا جاتا ہے۔روحانیت کا یہ حال ہے کہ ایسے ایسے گندے اور مخرّب الاخلاق سامان دن بدن پیدا ہو رہے ہیں جو روحانیت کو تباہ اور معدوم کرنے کیلئے کافی ہیں۔جانوں اور جسموں کا یہ حال ہے کہ ہزاروں قسم کی بیماریاں اور تباہیاں پھیل رہی ہیں۔عزت کا یہ حال کہ لڑائیوں نے سینکڑوں کو نہیں بلکہ ہزاروں ایسے لوگوں کو جو بڑی عزت اور توقیر رکھتے تھے معمولی انسان بنا دیا ہے۔

غرضیکہ کوئی عذاب کا ایسا طریق نہیں جو باقی رہا ہو۔ دین برباد ہو رہا ہے، روحانیت تباہ ہو رہی ہے، حکومتیں مٹ رہی ہیں، عزتیں کھوئی جا رہی ہیں، مال و دولت لوٹی جا رہی ہے تو ایسے وقت میں بھی اگر کوئی انسان اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتا تو اور کون سا وقت آئے گا جبکہ وہ کرے گا۔ تم خوب یاد رکھو کہ آج کل عذاب کے دن ہیں۔ ان دنوں میں انسان کو خدا تعالیٰ کے حضور بہت زیادہ گرنا چاہیئے۔ قادیان کے قریب ہی طاعون ہے اور سخت ہے اسے یہاں آتے ہوئے بھی دیر نہیں لگتی۔ لیکن تمہارے پاس ایک ہتھیار ہے۔ اس کو اگر تم چلاؤ تو وہ کبھی یہاں آنے کا نام بھی نہیں لے سکتی۔ وہ استغفار کا ہتھیار ہے۔ اگر کامل اصلاح کر کے توبہ میں لگ جاؤ تو اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ پھر ہم عذاب نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ سے سچا تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ دنیا کی حکومتیں وعدہ کرتی ہیں تو لوگ خوش ہو جاتے ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ وعدہ کرے تو پھر کیوں بندہ خوش نہ ہو۔ سو تمہارے پاس ایسا ہتھیار ہے جو کسی حکومت اور کسی زبردست سے زبردست انسان کے پاس نہیں ہے۔ حکومتیں ہزار ہا روپے صرف کر چکی ہیں۔ ڈاکٹروں نے بڑی بڑی عمریں اس پر صرف کر دی ہیں کہ طاعون کا علاج معلوم ہو۔ لیکن جب آتی ہے تو کسی کی اس کے سامنے پیش نہیں جاتی۔ مگر تمہارے پاس وہ علاج ہے کہ اگر تمام دنیا اس کو استعمال کرے تو ساری دنیا پر ہی طاعون کا نام و نشان نہ رہے اور وہ علاج استغفار ہے۔ یہ ایک ایسا ٹیکہ ہے کہ جو انسان لگائے اس کے قریب بھی طاعون نہیں آسکتی پھر جس جگہ کے لوگ لگائیں وہاں بھی نہیں آسکتی۔ پھر جس ملک کے لوگ لگائیں وہاں بھی نہیں آسکتی۔ پھر ساری دنیا لگائے تو یہ دنیا سے ہی معدوم ہو سکتی ہے اور یہی ایک بلا نہیں جو آج کل نازل ہو رہی ہے۔ بلکہ قحط بھی پڑ رہا ہے اگرچہ قریباً چار ماہ سے غلہ ہندوستان سے باہر نہیں جاتا۔ لیکن پھر بھی گرانی بہت بڑھ گئی ہے۔ اور گورنمنٹ قحط الاؤنس دے رہی ہے اور اس بات پر غور کیا جا رہا ہے کہ کیوں غلہ مہنگا ہو رہا ہے۔ یہ تو ظاہری ابتلاء ہیں۔ جو اس وقت پوشیدہ ہیں مگر ظاہر ہونے والے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کی نسبت لکھا ہے کہ اس کو زلزلے پر زلزلے آئیں گے۔ بہت مضبوط دل والے انسان قائم رہیں گے۔ اور کمزور دل والے تو کہہ اُٹھیں گے کہ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) یہ سلسلہ ہی جھوٹا ہے۔ دیکھو ایک دو زلزلے ہی کیسے خطرناک آئے ہیں کہ کئی لوگ علیحدہ ہو گئے ہیں۔ پھر چند دنوں سے میں متواتر دیکھ رہا ہوں کہ کچھ ابتلاء آنے والے ہیں۔ قریباً مہینہ ہونے کو ہے کہ

مختلف ابتلاؤں کا مجھے پتہ بتلایا گیا ہے۔ان سب کا علاج صرف یہی ہے کہ استغفار کیا جائے اور اپنی اصلاح کی جائے۔اللہ تعالیٰ کا عذاب بندوں کی طرح نہیں ہوتا کہ بس پیس کر ہی رکھ دیتا ہے بلکہ اگر انسان اصلاح کرے تو عذاب دور بھی ہو جاتا ہے۔پس اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو، استغفار میں لگ جاؤ اور دعاؤں میں مشغول ہو جاؤ۔ابتلاؤں کے دور کرنے کے ذریعے قرآن شریف نے جو بیان فرمائے ہیں وہ یہ ہیں۔نماز، روزہ اور صدقہ۔اور یہ بڑا مجرّب نسخہ قرآن شریف جیسی اعلیٰ نسخوں والی کتاب کا ہے۔اس کے علاوہ استغفار کے بڑے مدارج ہیں۔لیکن استغفار منہ سے ہی نہیں ہونا چاہیئے۔بلکہ عمل سے بھی اس کا ثبوت ہونا چاہیئے۔

پس تم نماز، روزہ، صدقہ اور توبہ میں لگ جاؤ اور پیشتر اس کے کہ خدا تعالیٰ کے عذاب آئیں اپنے اندر تبدیلی پیدا کرلو۔ان علاجوں میں سے جس جس کی کسی کو توفیق ہے وہ اس پر عمل کرے۔یادرکھو کہ اگر تم تبدیلی پیدا کرلو گے تو خدا تعالیٰ تم کو ہر ایک قسم کے ابتلاؤں سے بچالے گا۔اور اگر تم کوتاہی کرو گے تو میں تو بڑے بڑے طوفان دیکھ رہا ہوں۔تمہاری جماعت پہلے ہی کمزور ہے اگر اس پر کچھ اور بوجھ پڑ گیا تو تم جانتے ہی ہو کہ کیا حالت ہوگی۔پس جو لوگ یہاں بیٹھے ہیں وہ سن لیں اور جو نہیں بیٹھے ان کو سنا دو۔اب وقت ہے کہ کچھ کر لو۔یہ خدا تعالیٰ کا تم پر بڑا فضل ہے کہ اس نے تم کو پہلے بتا دیا ہے۔خدا تعالیٰ اپنی قدرت اور عذاب کے نظارے دنیا میں دکھانا چاہتا ہے۔اور جو لوگ ان لوگوں کی مشابہت اختیار کریں گے جن کیلئے عذاب نازل ہونے والا ہے ان پر عذاب آئے گا اس لئے تم آج ہی سے تبدیلی پیدا کرنی شروع کر دو۔اور جس کو خدا نے توفیق دی ہے صدقہ دے اور جس کو طاقت دی ہے روزے رکھے۔اس وقت کے سوا اور کون سا وقت آئے گا جب کہ تم اصلاح کرو گے۔عذاب آجانے کے بعد پھر کوئی موقع اصلاح کا نہیں ہوتا۔اگر کوئی چور چوری کی نیت کر کے گھر سے نکلے اور وہ راستہ ہی سے پلٹ آئے تو وہ بچ سکتا ہے لیکن اگر کوئی چور سینڈھ لگاتا ہوا پکڑا جائے اور وہ اس وقت کہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں تو کبھی نہیں بچ سکتا۔پس اس وقت کو غنیمت جانو اور جس قدر بھی اپنی حالتوں میں تغیر پیدا کر سکتے ہو کرلو۔جس وقت بڑے عذاب آتے ہیں اس وقت خدا تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں۔اس لئے اگر کوئی انسان اس کے حضور گر جائے تو وہ عذاب اس کیلئے فضلوں کا باعث ہو جاتا ہے۔خدا تعالیٰ ہم کو ابتلاؤں سے بچائے اور بجائے تنزّل کے ترقی عطا فرمائے۔اور ہماری کمزوریاں دور کر کے ہمیں نیک اعمال کی

توفیق عطا فرمائے۔خدا تعالیٰ ہماری جماعت کے ہر ایک فرد پر اس دنیا میں اور مرنے کے وقت اور مرنے کے بعد بھی اپنے افضال نازل فرمائے۔اور جماعت کو ہر قسم کے تفرقہ اور ہر قسم کے ابتلاؤں سے محفوظ رکھے۔آمین

الفضل ۱۹۔نومبر ۱۹۱۴ء

۱؎ الانفال:۔۳۴ ۲؎ عبس:۳۵تا۳۸